

شاهین عقیدۂ ختم نبوت

مختصر حالات و واقعات

علامہ مفتی محمد امین صاحب قادری علیہ الرحمہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَارَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَم

پیدائش

حضرت علامہ مفتی محمد امین حنفی قادری عطاری رحمۃ اللہ علیہ بن محمد حسین محمد ابراہیم واڈی والا ۲۲ رجب المرجب بمطابق ۷ نومبر ۱۹۷۲ء کو کراچی کے علاقے کھارادر میں پیدا ہوئے۔ مفتی صاحب کا تعلق کتیانہ میمن جماعت سے تھا۔ والدین نے آپ کا نام محمد امین رکھا جبکہ آپ اپنے نام سے پہلے عبدالمصطفیٰ کا اضافہ فرماتے۔ مفتی صاحب کے علاوہ تین بھائی اور چار بہنیں ہیں۔ والدین بحمدہٖ تعالیٰ حیات ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مفتی مرحوم کے والدین اور جملہ اہل وعیال کو خیر وعافیت اور مخلوق کی محتاجی کے بغیر درازئ عمر عطا فرمائے۔ امین

تعلیم و تربیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ﷻ گھر کا ماحول مذہبی اور پاکیزہ ہے جس کی وجہ سے شروع ہی سے مذہبی لگاؤ رہا اور یہی وجہ تھی کہ چھوٹی عمر میں ہی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہوگئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ﷻ بلوغت کے بعد سے آخر تک کوئی نماز ذمے باقی نہیں تھی، یعنی صاحبِ ترتیب تھے اور سفر ہو یا حضر روزانہ بلاناغہ عصر کی نماز کے بعد دلائل الخیرات شریف اور قصیدۂ غوثیہ پڑھتے۔ اس کے علاوہ روزانہ رات میں یَابَاقِیْ سو مرتبہ پڑھنا اور شبِ جمعہ یہی ورد ایک ہزار مرتبہ پڑھنا اور درودِ پاک کی کثرت ان کی زندگی کا معمول تھا اور ہر وقت باوضو رہتے تھے۔ ۱۹۹۰ء میں درسِ نظامی کی طرف راغب ہوئے اور ۱۹۹۷ء میں کراچی کی مشہور علمی درسگاہ دارالعلوم امجدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے اور سیدی وسندی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس اور دستارِ فضیلت کے موقع پر ۱۹۹۸ء میں ملک کے نامور علماء ومشائخ کے علاوہ بھارت سے تشریف لائے ہوئے محدثِ کبیر شہزادۂ صدر الشریعۃ حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفیٰ اعظمی (مبارکپور) دامت برکاتہم العالیہ، شارحِ بخاری فقیہِ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے پیر ومرشد شیخِ طریقت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے ہاتھوں دستارِ فضیلت ہوئی۔ مفتی صاحب نے دورۂ حدیث جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا افتخار احمد صاحب مدنی قادری رضوی رحمۃ اللہ

علیہسے پڑھا جن کے استاذ شہزادۂ صدر الشریعۃ حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری اور مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا مفتی محمد وقارالدین رحمۃ اللہ علیہما تھے۔ مفتی صاحب خوش مزاج، ملنسار اور اچھے اخلاق و کردار کے مالک ہونے کیساتھ ساتھ اہلسنّت کے انتہائی متحرک اور فعال عالم تھے۔ پاکستان اور دنیا بھر کے علماء وصلحاء سے رابطہ کرنا اور رکھنا ان کے مشغلے میں شامل تھا۔ ہر سال دعوتِ اسلامی کے سالانہ اجتماع ملتان میں دارالعلوم امجدیہ کے مدرسین ومعاونین اور علمائے اہلسنّت کے ایک بڑے قافلے کولیکر پہنچتے اور اجتماع کے اختتام پر سب مزارات کی حاضری کے بعد آخر میں لاہور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہکے دربار کی حاضری اور پھر کراچی واپسی ہوتی۔ مفتی صاحب نے دارالعلوم امجدیہ میں اپنے زمانۂ طالب علمی کے دوران بالخصوص دورۂ حدیث کی تعلیم کے دوران جو خدمات انجام دیں وہ ادارے کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ دارالعلوم امجدیہ کی بزمِ امجدی رضوی کے ۱۹۹۶ء تا ۱۹۹۷ء تک صدر بھی رہے اوراس دوران بزم کی ترقی اور بہتری کیلئے جو عملی کام کیا وہ ان کے بعد آنے والے عہدیداران واراکین کیلئے مشعلِ راہ بنا، خاص طور پر عرسِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر اہلسنّت کے اکابرین، علماء اور مدرسین وطلباء کی خوبصورت اور مدلل تحریروں سے آراستہ مجلّہ ''**رفیقِ علم**'' کا از سرِ نو اجراء کروایا جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ﷻ۔ نیز دارالعلوم امجدیہ کے پچاس سال پورے ہونے پر ''**رفیقِ علم کا گولڈن جوبلی نمبر**'' شائع کرایا جس میں گولڈن جوبلی کی مناسبت سے دارالعلوم امجدیہ کیلئے پچاس اشعار کی نظم بھی لکھوائی۔ اسی طرح پاکستان کے پچاس سال پورے ہونے پر تحریکِ پاکستان میں شریک اکابرینِ اہلسنّت کی خدمات کے اعزاز میں پچاس اشعار پر مشتمل ایک نظم بھی لکھوائی۔ اوراسی حوالے سے ''**وفا کے پیکر**'' نامی ایک کتابچہ شائع کرایا اوراس میں ''**تحریکِ پاکستان میں علمائے اہلسنّت کا کردار**'' کے نام سے ایک بہترین مضمون تحریر کیا۔ یہ دونوں کتابیں عامۃ الناس میں بالعموم اور علماء ومشائخ میں بالخصوص بہت مقبول ہوئیں۔ مفتی صاحب مدارسِ اہلسنّت کے ملک گیر ادارے ''**تنظیم المدارس**'' (پاکستان) کی مجلسِ عاملہ کے رکن بھی تھے۔ مفتی صاحب اپنے لئے ابوعلقمہ کی کنیت استعمال کرتے تھے جو کہ شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ حضرت علامہ مولانا افتخار احمد صاحب مدنی قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہنے انھیں فارغ التحصیل ہوتے وقت عطا کی تھی۔ مفتی صاحب کی دنیاوی تعلیم ایم۔ اے اسلامیات تک تھی، میٹرک کتیانہ میمن اسکول ککری گراؤنڈ، بی کام سندھ مسلم

کامرس کالج کراچی (ایس ایم کالج) اورایم اے اسلامیات کی ڈگری کراچی یونیورسٹی سے حاصل کی۔

تدریس وافتاء

دورانِ تعلیم ہی رات میں درسِ نظامی کی تدریس کا سلسلہ شروع کردیا تھا اور عمر کے آخری حصے تک یہ سلسلہ جاری رہا، جس دن آپ کا وصال ہوا اس دن نئے درجے کی نحو کی ابتدائی کتاب "ھدایۃ النحو" کا سبق شروع کروانا تھا۔ نورمسجد (کاغذی بازار) سے تدریس کا آغاز کیا، بعد میں انوارِ مدینہ مسجد، اسمٰعیل گیگا مسجد اور آرائیں مسجد (جمشید روڈ) میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے جن میں سے کئی مختلف جامعات میں تدریس کے فرائض اور اہم دینی امور کی نگرانی میں مصروف ہیں۔ جن میں تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلسِ شوریٰ کے نگراں حاجی محمد عمران عطاری اور سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ کے روحِ رواں حاجی محمد بشیر فاروقی قادری بھی شامل ہیں۔ مفتی صاحب کے پیرزادے مولانا حاجی احمد عبید رضا عطاری ابنِ عطار بھی آپ کے پاس پڑھتے رہے ہیں۔ چونکہ فقہ سے کافی لگاؤ تھا اس لئے دورانِ تعلیم و تدریس فقہ پر زیادہ توجہ رہی، یہی وجہ تھی کہ بعد از فراغت پہلے دارالعلوم امجدیہ میں حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالعزیز حنفی دامت برکاتہم العالیہ کی زیرِ سرپرستی اور پھر دارالعلوم غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی کے دارالافتاء میں بیٹھ کر سینکڑوں فتوے تحریر فرمائے۔

بیعت و خلافت

رمضان المبارک ۱۹۸۵ء میں اعتکاف کے دنوں میں جامع مسجد گلزارِ حبیب واقع سولجر بازار کراچی میں امیرِ اہلسنت، شیخِ طریقت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے ہاتھ پر قادری رضوی سلسلے میں بیعت ہوئے۔ مفتی صاحب کو کئی بزرگوں سے دلائل الخیرات شریف، درودِ تاج اور کئی وظائف واعمالِ رضا کی اجازت حاصل تھی، خاص طور پر مکہ مکرمہ کے مشہور عالمِ دین محدث الحرمین حضرت شیخ محمد بن علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدینہ طیبہ کے مشہور عالم اور مستجاب الدعوات شیخ زکریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ معروف مدنی، شیخ طہٰ مدنی، شیخ ابوبکر صدیق الجزائری، یمن سے شیخ سید حبیب العالی، ہند سے نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعۃ حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا الازہری دام فیوضھم، فقیہِ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اور رئیس القلم والتحریر حضرت علامہ مولانا ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ، پاکستان سے مفتیِ اعظم مفتی ظفر علی نعمانی

رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے پیر و مرشد سے دلائل الخیرات شریف اور دیگر وظائف کی اجازتیں حاصل تھیں اور حال ہی میں مفسرِ قرآن، محدثِ اعظم حضرت علامہ مولانا حافظ غلام حسین رازی رضوی قادری المعروف عبد المصطفیٰ رضا (ملتان) دامت برکاتہم العالیہ سے بھی خلافت و دستارِ فضیلت حاصل ہوئی تھی جو حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔

وعظ وتقریر

اپنے گھر کے قریب جامع مسجد اسمٰعیل گیگا میں جمعۃ المبارک کا بیان فرماتے، چونکہ غزالیِ زماں رازیِ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ سے کافی عقیدت و محبت تھی اس لئے اندازِ بیان و استدلال کاظمی شاہ صاحب کا اختیار فرماتے۔ جمعہ کے بیان کے علاوہ دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی میں کئی مرتبہ اور دعوتِ اسلامی کے بین الاقوامی اجتماع ملتان اور بین الصوبائی اجتماع کراچی میں بھی بیان کی سعادت حاصل کی۔ کئی جگہوں پر پندرہ روزہ اور ماہانہ درسِ قرآن کی محفلیں سجاتے اور بیان فرماتے۔ کئی موقعوں پر بڑی محافل میں اور حج کی تربیتی نشستوں میں تربیتی بیانات فرماتے اور خاص کر مکۃ المکرّمہ اور مدینہ طیبہ میں جب جاتے تو وہاں بھی نجی محفلوں میں بیان کی سعادت حاصل کرتے اور دنیا بھر سے آنے والے لوگ مفتی صاحب کے فقہی مسائل اور علمی نکات سے محظوظ ہوتے۔

اکابرین سے محبت

اپنے پیر و مُرشد سے بہت محبت رکھتے اور غزالیِ زماں رازیِ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی، فقیہِ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شریف الحق امجدی اور رئیس القلم والتحریر حضرت علامہ مولانا ارشد القادری علیہم الرحمۃ کی علمیت کے بے پناہ قائل تھے جس کی وجہ سے ان حضرات سے محبت بھی زیادہ تھی۔ آخر الذکر دونوں بزرگ بھی مفتی مرحوم سے شفقت و محبت کا اظہار فرماتے اور جب بھی پاکستان تشریف لاتے تو مفتی صاحب کی دعوت ضرور قبول کرتے۔ ایک انگشتری جو مفتی مرحوم کو حضرت علامہ سید مظہر سعید کاظمی (امیر جماعت اہلسنّت پاکستان) کے ذریعے سے ملی تھی جس میں نگینہ علامہ کاظمی شاہ صاحب کی انگشتری کا تھا اسے تا دمِ آخر بطورِ برکت پہنے رکھا۔ شہزادۂ قطبِ مدینہ حضرت علامہ مولانا فضل الرحمٰن مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدے پر مدینے شریف میں لازمی حاضری دیتے اور ڈاکٹر رضوان مدنی ابنِ مولانا فضل الرحمٰن مدنی بھی مفتی صاحب سے بہت زیادہ محبت فرماتے۔

وصال سے قبل چونکہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے کام کی طرف جنون کی حد تک رغبت ہو چکی تھی اس لئے اس میدان کے فاتحین کا تذکرہ بہت زیادہ کرتے۔ جن میں علامہ غلام دستگیر قصوری، اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مولانا شاہ احمد رضا خان، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، پروفیسر الیاس برنی اور قائدِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہم الرحمۃ شامل ہیں۔

حج و عمرہ وزیارت مدینہ طیبہ

تین بار حجِ بیت اللہ اور کئی بار عمرے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک عمرہ ربیع الاول شریف میں اور باقی تمام عمرے رمضان شریف میں ادا کئے اور عمرے میں تقریباً ہر بار ہی ۱۷ رمضان کو بدر شریف کی حاضری کی سعادت بھی حاصل کرتے اور ہر بار ہی مدینۂ طیبہ کی حاضری کی سعادت بھی حاصل کی۔ جب تک مکۃ المکرّمہ اور مدینہ طیبہ میں رہتے ہر مرتبہ مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں حاضر ہونے سے قبل تازہ غسل کرتے سرکار ﷺ کے مواجہ اقدس میں حاضر ہونے سے قبل زمزم شریف اس نیت سے پیتے کہ مواجہہ اقدس پر معمولاتِ اہلسنّت کے مطابق ہاتھ باندھ کر درود و سلام پڑھتے ہوئے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہوئے دیکھ کر وہاں متعین کوئی سپاہی انھیں تنگ نہ کرے۔ کیونکہ بدقسمتی سے آج کل وہاں ہاتھ باندھ کر درود و سلام پڑھنے اور سرکار ﷺ سے استغاثہ کرنے اور مواجہہ اقدس کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے سے روکا جاتا ہے جبکہ صحابہ کرام اور بزرگانِ امت سے اس کا ثبوت موجود ہے اور بزرگوں نے اس موضوع پر کئی کتابیں بھی تصنیف فرمائیں ہیں۔ مدینہ طیبہ میں ہر بدھ کو حضرت سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور دیگر شہدائے اُحد شریف کے مزارات پر ضرور حاضری دیتے۔ غالباً یہی عقیدتیں تھیں کہ جس کی وجہ سے مفتی مرحوم کے وصال کا دن شہدائے بدر شریف کی سترہویں کی نسبت سے سترہ اور تدفین سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے دن بدھ کی نسبت سے شبِ بدھ کو ہوئی۔ مفتی صاحب کا ۱۴۲۶ھ (یعنی سالِ وصال) کے حج کا ویزہ اور روانگی کی تاریخ بھی آ چکی تھی مگر مفتی صاحب نے دیگر مصروفیات کی وجہ سے حج کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا لیکن روانگی کی جو تاریخ اور وقت آیا تھا وہ وہی وقت تھا جس وقت آپ کے جسد کو لحد میں اُتارا جا رہا تھا۔

زیارت شام و عراق

مفتی صاحب نے پاکستان سے باہر کا پہلا سفر ۱۹۹۰ء میں مفتیٔ اعظم پاکستان وقار الملت والدّین مفتی وقار الدّین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت میں بغداد شریف، کربلائے معلیٰ اور نجف اشرف کا کیا

جہاں اہلبیتِ اطہار علیہم الرضوان اور اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ خصوصاً امامِ اعظم ابو حنیفہ اور سرکارِ بغداد حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے مزارات پر حاضری دی اور غوث پاک کے دربار میں ختمِ قادریہ بھی پڑھا گیا اور اسی سفر میں پہلی بار عمرہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ اس کے علاوہ ملکِ شام کے اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے مزارات کی زیارت کیلئے دو بار سفر کیا۔

عقیدۂ ختمِ نبوت

عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کی خاطر علمائے اہلسنّت کی نایاب کتابوں کو جمع کرنا اور انھیں جدید کمپوزنگ اور نئے انداز سے لانے کا کام مفتی صاحب کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو آپ کی پہچان بن گیا اور خصوصاً اس کام کی وجہ سے بزمِ علم ودانش میں آپ کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ اس عظیم الشان کام کیلئے آپ نے پاکستان بھر کی کافی لائبریریوں کی خاک چھانی، جہاں خود نہ پہنچ سکے وہاں اپنے معتمدین کو بھیج کر معلومات حاصل کیں۔ اور یہ ایسا منفرد کام ہے جس کی طرف آپ سے پہلے علمائے اہلسنّت کی یا تو توجہ نہ گئی یا توجہ تو گئی مگر وسائل کی عدم دستیابی مانع رہی۔ اس جامع اور مدلل انسائیکلو پیڈیا کے کام کی ابتدائی چھ جلدیں "**عقیدۂ ختمِ نبوت**" کے نام سے جو کہ کم وبیش چار ہزار صفحات پر مشتمل ہیں بہت جلد منظرِ عام پر آنے والی ہیں اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ﷻ۔ اور باقی جلدوں پر بھی کام جاری رہے گا جو کہ اندازاً دس ہزار صفحات اور مزید چودہ جلدوں پر مشتمل ہوگا اس طرح کل بیس جلدیں ہونگی اِنْ شَآءَ اللّٰہُ ﷻ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں باقی ماندہ کام کو مفتی صاحب کے طریقۂ کار اور سوچ کے مطابق کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے اور ہمیں مفتی صاحب کا نعم البدل عطا فرمائے امیـــن۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری اس کام کے سلسلے میں بہت تعاون فرماتے اور اپنی ذاتی لائبریری کی کئی کتابیں مفتی صاحب کے پاس بھجوا دیتے اور جوابی خط بھی بہت جلدی روانہ فرماتے۔ مفتی صاحب نے پہلی بار دارالعلوم امجدیہ میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے سلسلے میں پندرہ روزہ تربیتی کورس، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا منظور احمد فیضی کے ذریعے مفتیِ اعظم مفتی ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں کروایا، کورس کے اختتام پر اسناد بھی جاری کی گئیں۔ ہر سال ۷ ستمبر کو عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے سلسلے میں بہت خوبصورت اور اکابرین کی مدلل تحریروں سے مزین ایک پوسٹر بھی شائع کرتے اور پورے پاکستان میں اس کو لگوانے کا اہتمام کرتے اور یہ سلسلہ گذشتہ پانچ سالوں سے جاری ہے۔ مفتی

مرحوم کی خدمات اور کاوشوں کی بناء پر حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی انھیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ایک مرتبہ تو مفتی صاحب کی آمد پر بہت خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی جگہ سے والہانہ کھڑے ہو گئے اور محبت اور شفقت سے مفتی صاحب کی پیشانی اور ہاتھوں کو بوسہ دیا اور دعاؤں سے نوازا۔

وصال

مفتی صاحب اپنا اور اپنے اہل وعیال کا بہت خیال رکھتے۔ ہفتہ ۱۷ دسمبر ۲۰۰۵ء کا معمولی بخار اتوار ۱۸ دسمبر کو شدت اختیار کر گیا جس کی وجہ سے انھیں ہسپتال لے جایا گیا۔ مفتی مرحوم نے آخری کلمات اپنی زبان سے مَا سِوٰی اللّٰہ (اللہ ﷻ کے سوا کچھ نہیں) اور سُبْحَانَ اللّٰہ (اللہ ﷻ پاک ہے) ادا کئے اور کوما (بے ہوشی) میں چلے گئے، آئی سی یو میں بے ہوشی کی حالت میں مفتی مرحوم کی زبان تالو سے لگ رہی تھی اور دیکھنے والے لوگوں نے یہ اندازہ لگایا کہ جیسے اللّٰہ، اللّٰہ کہہ رہے ہوں۔ دو دن بلڈ پریشر، شوگر اور بخار کی کیفیت رہی۔ اس دوران سینکڑوں معتقدین، محبین اور ایک بڑی تعداد شاگردوں کی آتی رہی، کئی علمائے کرام بھی اس دوران تشریف لائے اور دعائے صحت کرتے رہے۔ ۲۰ دسمبر ۲۰۰۵ء شب بدھ ۱۸ ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ کو نمازِ مغرب کے وقت پاکستانی وقت کے مطابق تقریباً چھ بجکر تیس منٹ پر اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ غسل اور تدفین کے وقت چہرہ انتہائی مطمئن تھا گویا کہہ رہے ہوں کہ

میرے جنازے پہ رونے والو! فریب میں ہو بغور دیکھو
مَرا نہیں ہوں غمِ نبی (ﷺ) میں لباسِ ہستی بدل گیا ہوں

نمازِ جنازہ و تدفین

مفتی مرحوم کی میت ان کے گھر رات آٹھ بجے لائی گئی اور نمازِ جنازہ اسی رات یعنی شب بدھ کو رات بارہ بجے دار العلوم امجدیہ میں رکھی گئی، اس مختصر سے وقفے میں بھی مفتی مرحوم کے عقیدت مندوں اور محبین کا ایک جمِ غفیر جمع ہو گیا جس کی تعداد ہزاروں میں تھی اور اسی کثرتِ اژدہام کی وجہ سے نمازِ جنازہ دار العلوم امجدیہ کی بجائے مین روڈ پر ادا کی گئی۔ محدثِ کبیر شہزادۂ صدر الشریعۃ حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفیٰ اعظمی (مبارکپور، انڈیا) نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور سینکڑوں سوگواروں کی موجودگی میں مسلکِ اعلیٰحضرت کے سچے محبّ اور شاہینِ عقیدۂ ختمِ نبوت کی ''میوہ شاہ قبرستان'' میں مزار خلیفہ مفتیِ اعظمِ ہند

اور عاشقِ اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث و مفتی دار العلوم امجدیہ حضرت علامہ مولانا مفتی قاری محبوب رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دائیں پہلو میں تدفین ہوئی۔

عاشق کا جنازہ تھا بڑی دھوم سے نکلا

پسماندگان و اولاد

مفتی مرحوم کے وصال کے پندرہ دن کے بعد آپ کے گھر ایک بیٹے کی ولادت ہوئی، جس کا نام ''**محمد**'' اور پکارنے کیلئے آپکی خواہش کے مطابق ''**علقمہ**'' رکھا گیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ علقمہ کو ایمان کی سلامتی کیساتھ درازیٔ عمر بالخیر عطا فرمائے اور انھیں اپنے والدِ مرحوم کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ مفتی مرحوم کا مذکورہ بیٹا، بیوی، ایک ڈھائی سالہ بیٹی، والدین، بھائی اور بہنیں حیات ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام کو درازیٔ عمر بالخیر عطا فرمائے اور مفتی صاحب کے وصال کے صدمے کو برداشت کرنے کی ہمت وتوفیق عطا فرمائے آمین

قبولیت عامہ

چونکہ مفتی صاحب کے روابط بہت زیادہ تھے اس لئے جنہیں بھی ان کی علالت کی اطلاع ملی وہ مضطرب ہوگیا اور اس نے مفتی مرحوم کے بھائیوں اور قریبی ساتھیوں کو فون کر کے معلومات حاصل کیں۔ ان کے پیرومرشد ان کی بیماری اور وصال کے وقت بیرون ملک تھے لیکن جب انھیں مفتی صاحب کی بیماری کی اطلاع ملی تو انھوں نے مفتی صاحب کے بھائی کو فون کر کے معلومات حاصل کیں، دعائے صحت اور صبر کی تلقین کی۔ مفتی صاحب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بیماری کے دوران اور وصال کے بعد پاکستان کے تقریباً تمام بڑے شہروں کے علاوہ مکۃ المکرّمہ، مدینہ طیبہ، جدہ، عرب امارات، افریقہ، امریکہ، ہالینڈ، برطانیہ، آسٹریلیا، انڈیا اور سری لنکا وغیرہ سے فون آتے رہے۔ مفتی مرحوم کی علالت سے لیکر وصال اور پھر سوئم تک جن علمائے کرام، سنی تنظیموں کے ذمہ داران اور جن حضرات نے ہسپتال میں عیادت اور پھر گھر اور سوئم میں شریک ہوکر تعزیت کی یا فون کے ذریعے رابطہ کیا ان میں سے چند مشہور شخصیات کے نام یہ ہیں۔ محدثِ کبیر شہزادۂ صدر الشریعۃ حضرت علامہ مولانا ضیاء المصطفیٰ اعظمی (مبارکپور، انڈیا)، حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری امیر جماعتِ اہلسنّت پاکستان (کراچی)، سجادہ نشین خانقاہِ برکاتیہ امینِ ملت ڈاکٹر سید محمد امین میاں برکاتی (مارہرہ شریف، انڈیا)، مفتی مرحوم کے پیرومرشد حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی، نائب سجادہ

نشین سید نجیب حیدر برکاتی (مارہرہ شریف، انڈیا)، صاحبزادہ مفتی محمد جان نعیمی، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ علامہ مولانا محمد اسمٰعیل ضیائی، علامہ مولانا سید ظفر علی شاہ مہروی (لودھراں)، مفسرِ قرآن علامہ مولانا حافظ غلام حسین رازی رضوی (ملتان)، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ابراہیم (سکھر)، علامہ مولانا حلیم احمد اشرفی (نانا میاں)، شہزادۂ صدرالشریعۃ علامہ مولانا قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی، علامہ مولانا منظور احمد فیضی (احمد پور شرقیہ)، علامہ مولانا فیض احمد اویسی (بہاولپور)، علامہ مولانا مفتی منیب الرحمٰن (چیئر مین رویت ہلال کمیٹی)، علامہ مولانا مفتی عبدالعزیز حنفی، نبیرۂ صدرالشریعۃ علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی، علامہ مولانا غلام قمرالدین سیالوی، علامہ مولانا محمد صدیق ہزاروی (لاہور)، صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی (لاہور)، علامہ مولانا مختار احمد صاحب، صاحبزادہ محمد انس نورانی، صاحبزادہ محمد اویس نورانی، صاحبزادہ علامہ مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی، علامہ مولانا عبدالحلیم ہزاروی، مولانا حافظ خادم حسین صاحب (لاہور)، مولانا محمد بشیر فاروقی (سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ)، مولانا جاوید مینگرانی، مولانا محمد عثمان برکاتی، مولانا غلام غوث بغدادی، مفتی آصف عبداللہ، مشہور نعت خواں حاجی محمد اویس رضا قادری، مولانا سید مظفر حسین شاہ، مولانا وسیم ضیائی، مولانا سید نثار احمد اختری، مولانا خلیل الرحمٰن چشتی، مولانا سید حمزہ علی قادری، مولانا اکرام المصطفیٰ اعظمی، صاحبزادہ ریحان امجدی، مولانا سہیل رضا امجدی، مولانا حافظ غلام رسول، مولانا لیاقت حسین اظہری، مولانا عبدالحبیب گنگ، مولانا محمد اسلم رضا عطاری شامی، مولانا محمد انیس رنگیلا، مولانا محمد عاطف غلام دستگیر گیلانی، سید عبدالوہاب قادری، مولانا رفیق عباسی، صوفی محمد حسین، مولانا مبارک قادری، مولانا ناصر ترابی، مولانا سید زمان جعفری، مولانا عظیم اللہ مبین، مولانا رفیع الرحمٰن، مولانا محمد ہارون قادری، مولانا محمد افضل امجدی، حافظ محمد عمران قادری، مولانا محمد الطاف قادری، حاجی حنیف طیب (سابق وفاقی وزیر)، سید عبدالقادر شاہ صاحب (باپو شریف)، حاجی عبدالعزیز رنگیلا، جماعتِ اہلسنّت کے کئی ذمہ داران جن میں خاص طور پر مولانا ابرار احمد رحمانی، مولانا رئیس قادری، محمد حسین لاکھانی، دعوتِ اسلامی کے کئی ذمہ داران جن میں خاص طور پر صاحبزادہ عطار مولانا حاجی احمد عبید رضا، صاحبزادہ عطار محمد بلال رضا، حاجی محمد عمران عطاری، سنی تحریک کے کئی ذمہ داران جن میں خاص طور پر مولانا عباس قادری، مولانا افتخار بھٹی اور مولانا اکرم قادری، جمعیت علماء پاکستان کے عبدالرزاق سانگانی، شبیر ابو طالب، قاضی احمد نورانی، مولانا عقیل انجم، وزیر رہبر، Qtv کے خلیل وارثی، لبیک چینل کے صدیق

اسمٰعیل، ان کے علاوہ ڈاکٹر محمد ضیاء، محمد شوکت قادری (قادری کولڈ ڈرنک)، محمد فیصل میاری والا، کاروباری شخصیات میں حاجی عبدالرحیم گیگا پردیسی، حاجی ابوبکر پردیسی، حاجی عبدالستار پردیسی، حاجی امین پردیسی، حاجی عبدالصمد پردیسی، حاجی انیس پردیسی، حاجی ناصر فلک، حاجی مناف اتارا، حاجی عبدالمجید پردیسی، حاجی حنیف پردیسی، حاجی ناصر پردیسی، حاجی الطاف پردیسی، حاجی عبدالقادر پردیسی، حاجی عبدالغفار برکاتی، حاجی عارف برکاتی، حاجی عبداللطیف نورانی، حاجی جمال عبدالرؤف۔ اور تقریباً مفتی صاحب کے ہر متعلق نے اوران کی فیملی نے تعزیت کی۔اس کے علاوہ مفتی مرحوم کی فیملی کے تمام اعزاء واقرباء نے بھی شرکت کی۔مفتی مرحوم کی علالت اور انتقال کی خبر **ARY**، **Qtv**، **ARYONE**، جیو، آج، ہم، لبیک، اور دوسرے ٹی وی چینلز پر بھی نشر ہوئی۔اور ملک کے قومی اخبارات نے بھی خبریں شائع کیں۔

ان شخصیات کے علاوہ ہزاروں لوگوں نے شرکت کی جن کا الگ الگ یہاں تذکرہ کرنا محال ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقہ وطفیل مفتی مرحوم کی دینی خدمات کوقبول فرمائے، انکے درجات بلند فرمائے اورمحبوب کریم ﷺ کی شفاعت کے صدقے میں جنت میں محبوب ﷺ کا جوار عطا فرمائے آمین۔

ایصالِ ثواب

مفتی مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے سینکڑوں قرآن پاک، کروڑوں کی تعداد میں ذکراللہ اوردرودِ پاک، لاکھوں کی تعداد میں آیتِ کریمہ، سورۃ الاخلاص، آیت الکرسی وغیرہ پڑھے گئے۔ ہزاروں کی تعداد میں سورۃ بقرہ، سورۃ الملک اور سورۃ مزمل پڑھی گئیں۔ علالت کے دوران ہسپتال میں بھی اور دوسری کئی جگہوں پر ختمِ قادریہ، ختمِ غوثیہ اور ختمِ خواجگان کا اہتمام ہوا۔سوئم کی محفل اسماعیل گیگا مسجد میں ہوئی جس میں کثیر تعداد میں علماء کرام نے شرکت کی۔دعوتِ اسلامی کے کئی مدنی قافلوں نے سنتوں بھرا سفر اختیار کیا، لاتعداد عمرے آپ کی طرف سے کئے گئے، مفتی مرحوم کے ایصالِ ثواب کیلئے آپ کے کئی چاہنے والوں نے اس سال کا حج آپ کی طرف سے ادا کیا۔اور دنیا کے کئی ملکوں اور کئی شہروں میں دعائے مغفرت کی گئیں۔مفتی مرحوم کا جنازہ دیکھ کراور پھر کثرت سے ایصالِ ثواب دیکھ کرکئی حضرات نے تمنا ظاہر کی کہ کاش! یہ ہمارا جنازہ ہوتا۔(آسمان ان کی لحد پرشبنم افشانی کرے)

ایسے نیک مومن کی موت کیلئے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

اللہ تبارک وتعالیٰ مفتی مرحوم کو کروٹ کروٹ چین اور سکون نصیب فرمائے ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کی مغفرت فرمائے آمین۔

صبا وہ چلے کہ باغ پھلے وہ پھول کھلے کہ دن ہو بھلے

لواء کے تلے ثناء میں کھلے رضا کی زباں تمہارے لئے

سوئم میں علمائے کرام کی ایک کثیر تعداد نے شرکت کی اور ان میں سے کئی علمائے کرام نے مفتی مرحوم کی دینی خدمات پر اپنے اپنے تعزیتی پیغامات قلمبند کروائے جس میں مفتی صاحب کو زبردست الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ ان کے پیغامات اور مزید علماء ومشائخ کے خطوط اور پیغامات کو آئندہ شائع کیا جائے گا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ عزوجل۔

نوٹ: یہ تحریر مفتی محمد امین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہلم کے موقع پر تقسیم کی گئی جو کہ اسمٰعیل گیگا مسجد جمشید روڈ میں 29 جنوری 2006ء کو عصر تا عشاء منعقد ہوا۔

وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی علیہ الرحمہ

نتیجہ فکر: ابوالفتح نثار احمد اختر القادری امجدی

امینِ دین و ملت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی
امن کی اک علامت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

امن ایماں امانت کے درخشاں جس میں جلوے تھے
جمیل خلق و خلقت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

حقیقت کردیئے سپنے قلیل عمر میں جس نے
خدا کی اک امانت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

عمل پیرائے سنت اور متلاشی حقیقت کا
وفادارِ شریعت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

قدر داں علم و علماء کا ادب کرتا تھا ہر اک کا
ثنا سائے طریقت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

ندائے اہل سنت تھا صدائے اہل سنت تھا
وفاق اہل سنت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

اسے نسبت تھی امجدیہ سے الفت تھی ادارے سے
رضائے امجدیت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

قضائے قادیانیت بلا بر قصر نجدیت
دفاع اہل سنت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

وہ ہم عصروں میں دانا اور علماء میں یگانہ تھا
رفیعِ شان و شوکت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

لگائی جذبۂ خالص کی قیمت کتنوں نے لیکن
بڑا با عزم و ہمت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

معزّز تھا وہ خود عزت سے پیش آنے کا عادی تھا
حلیم و خوش طبیعت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

رہِ عرفان کا سالک زمامِ علم کا مالک
بفیضِ اَمجدیت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

وہ تھا خوش خُلقیٔ وہ شیریں بیانی میں مثال اپنی
خطیبِ خوش خطابت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

جمالِ اُلفتِ نبوی سے روشن تھی جبیں جس کی
کمالِ علم و حکمت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

رہے گا زندۂ جاوید نام اِسکا مقام اِسکا
کہ جبلِ استقامت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

مرادِ عالمانِ حق و بزمِ علم کی رونق
رَہِ رُشد و ہدایت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

کریم و ذوسعادت اور استاذوں کی عزت تھا
اَعِزّا کی محبت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

وہ اپنی ذات میں اِک انجمن تھا گرچہ تنہا تھا
جمعیت اور جماعت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

رفیقِ علم و اَربعین عقیدۂ و وفا پیکر
یہ جسکا کارِ ہمت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

کیا ختم نبوت پر مرّتب بیس جلدوں میں
جو کامِ اہل سنت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

سلام اس وصفِ ختم مرسلیں کے جاں فدائی پر
جو مشتاقِ شہادت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

اسے ختم نبوّت کے عیقدے کے تحفظ میں
کہوں! سالارِ ملّت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

اسے حقِ قیادت تھا جمعیت اور جماعت کا
ترقی پر بدرجت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

وہ اپنوں کیلیے رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ کا آئینہ
عدو پہ تیغِ شدّت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ

ہے عبدِ مصطفیٰ بُو علقمہ فردوس میں خوش یوں
کہ بوئے عطرِ جنّت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

چمن زارِ مدینہ و حرم کا بُلبلِ شَیدا
گُلِ گلزار جنّت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

گلستانِ امیں میں علقمہ گُل بو اُمیمہ ہیں
اسی گلشن کی زینت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

ہو یارب علقمہ علمی و عملی جانشین اُسکا
کہ جیسا نیک سیرت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

طفیلِ شافع محشر خدایا اس پہ رحمت کر
طلب گارِ شفاعت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

اسے اب دیکھنے فردوس میں جاکر نثار اخترؔ
جو عاشق پاک طینت تھا وہ عبدِ مصطفیٰ مفتی

؎ علقمہ (صاحبزادہ) اُمیمہ (صاحبزادی) مفتی صاحب کی ہیں۔

مادہ ہائے سنِ وصال

علامہ مفتی محمد امین صاحب قادری علیہ الرحمہ

۱۴۲۶ھ

- مُحبِّ پیمبر مُفتی محمد امین علیہ الرحمہ
- صاحبِ فتویٰ، رحمۃ اللہ علیہ
- یا الٰہ یا رحمٰن، ادخلہ فی دار الجنان
- مزار، مُفتی محمد امین میمن قادری
- یا نافعُ، ادخلہ فی الجزا

۲۰۰۵ء

- مُحبِّ الٰہ، ادیب و داعِ عقیدۂ ختمِ نبوت
- نویس بیان جد و جہد پاس بانانِ عقیدۂ ختمِ نبوت
- مُجاھِد، جامع جد و جہد پاس بانِ عقیدۂ ختمِ نبوت
- تاریخِ وفات، نیکوکار

کاوش، کوکب نورانی اوکاڑوی

AL RAZA GRAFIX & PROCESS 021-221 4206 - 221 5510